Lesson 3: An-Nisa (Ayaat 15-23): Day 8 سُوْرَۃُ النِّسَاء کی تفسیر

اِن آیات کی تفسیر دیکھتے ہیں؛

وَالّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیۡلًا ﴿۱۵﴾ اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمھاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کر لو. سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راہ تجویز فرمادیں۔(۱۵)

اور آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

وَالَّذٰنِ یَاۡتِیٰنِہَا مِنۡکُمۡ فَاٰذُوۡہُمَا ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۶﴾ اور جو دو شخص بھی بے حیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں۔(۱۶)

ان آیات کو سمجھنے سے پہلے اُن حالات کو سمجھنا ہو گا جب یہ آیات نازل ہوئیں۔ عرب معاشرے میں شراب اور زنا عام تھا۔ آپ آج کے معاشرے کو ہی دیکھ لیں۔ اسلام نے ان دونوں برائیوں کو ختم کیا۔ لیکن انسانی فطرت کو دیکھتے ہوئے یہ ایک دم ختم نہیں ہوئیں۔ ان کو تدریج سے ختم کیا گیا۔

مکّہ میں اللہ کے نبیؐ نے تیرہ سال تک اسلام کی تبلیغ کی۔

مشرکین کی حالت تو یہ تھی کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف بھی برہنہ ہو کر کرتے۔ عورتیں اپنی شرم گاہ پر کوئی چمرے کا ٹکڑا لگا دیتیں۔ ورنہ وہ سب ننگے ہو کر طواف کرتے۔ وہ تاویل یہ دیتے کہ جن کپڑوں میں ہم گناہ کرتے ہیں اُن میں طواف نہیں کرینگے۔ ہم ان کپڑوں میں اللہ کے سامنے عبادت کے لئے نہیں جاسکتے۔

ان رسوم کا خاتمہ سورۃ الاعراف کی آیات میں کیا گیا۔ وہ ہم آگے جا کر پڑھیں گے۔

اب آپ سوچیں کہ جو لوگ دین کے کام ننگے ہو کر کرتے تھے۔ عام دنوں میں اُن کی اخلاقی حالت کیسی ہو گی؟

بے حیائی اور بدکاری عام تھی۔ پیدا ہونے والے بچوں کے نسب کا پتا بھی نہ چلتا تھا۔ نکاح کے نام پر انتہائی گھناؤنے طریقے وضع تھے۔ آپ اُن حالات کا سوچیں یا کوئی آج کا وہ معاشرہ ذہن میں لائیں جہاں شراب اور زنا عام ہے۔

اب اسلام کی شروعات ہوئیں۔ تو نبی کریمؐ نے اُن پر کوئی فتوے نہیں دیئے۔ آپؐ نے تیرہ سال تک توحید، رسالتؐ اور آخرت کا پیغام دیا۔ جنّت اور جہنم کا تصور واضع کیا۔ مّکی سورتوں میں اشارۃً زنا سے منع کر دیا گیا۔

مثال سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا کہ لا تقربوا الزنا ۔۔۔ دیکھو زنا کے قریب بھی نہ جاؤ ۔۔۔ لوگون کا ذہن بنا دیا گیا کہ زنا سے بچ جاؤ لیکن کوئی قانون نہیں بنایا گیا۔ اَب جب مسلمان مدینہ میں آئے تو اسلام کے باقی شرعی قوانین کی طرح زنا کے احکام بھی آئے۔ یہ ابھی شروع کی دو آیات ہیں۔

سورۃ النور میں جا کر سختی سے زنا کے احکام آ گئے۔ یہ زنا کے بارے میں ابتدائی آیات ہیں۔

یہاں سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آج کے شراب اور زنا والے معاشرے سے یہ برائی کیسے ختم کی جا سکتی ہے۔ ہم سب کو اپنی بچوں کی فکر ہے۔ کہ ہم کیا کریں؟

اسلام ہمیں یہ سب سکھا رہا ہے۔ کہ اس برائی کو کیسے ختم کریں۔

الذین یعنی بہت سارے مرد اور عورتیں۔ وَالّتِيۡ ۔۔ ایک عورت

وَالّٰتِيۡ : کئی عورتیں۔ ایک سے زیادہ۔۔ وہ عورتیں۔ اس تفسیر کو دو طرح سے دیکھا جا سکتا ہے۔

" اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمھاری بیبیوں میں سے "یعنی اگر کوئی دو مسلمان عورتیں زنا کریں۔ جس کو آج انگریزی میں Lesbians کہتے ہیں عربی میں اس کو سحاق کہا جاتا ہے۔ یعنی اگر دو عورتیں فحش حرکتیں کریں۔ فحش معنی کھلی برائی۔ اور جب الفحش ہو تو پھر بدکاری، زنا کے معنی میں۔ فاحشہ ہر وہ برائی جس کا اثر دوسروں تک پہنچے۔ یعنی ایسی برائی جیسے زنا سے معاشرے میں بُرا اثر پڑے۔

النساء کے معنی بیوی کے بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر تمہاری بیوی زنا کرے۔

اس کے دو معنی ہیں یعنی کوئی مرد اپنی بیوی میں یہ بُرائی دیکھے۔ یا کچھ عورتیں زنا کریں۔

عرب معاشرے میں کچھ عورتیں پیشہ ورانہ طور پر جسم فروشی کا کام کرتی تھیں۔ ان کو لونڈیاں کہا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے گھروں کے باہر مخصوص جھنڈے لگائے ہوتے تھے۔

عرب سوسائٹی میں ان کو جھنڈے والیاں کہا جاتا تھا۔

یوں سمجھ لیں جیسے آج سے پچاس سال پہلے ایسی خواتین کو کوٹھے والیاں کہا جاتا تھا۔ یا طوائف زادیاں کہا جاتا تھا۔

یہ برائی اس قدر عام تھی کہ شریف گھروں کو چھوڑ کر باقی لوگوں کو یہ بُرا بھی نہیں لگتا تھا۔ یہ کام معیوب ہی نہیں رہا تھا۔ لوگوں نے اس برائی کو قبول کر لیا تھا۔ لوگوں پیسے دے کر اپنی خواہش پوری کر لیتے تھے۔ کچھ لوگ اپنی لونڈیوں سے بھی یہ کام کرواتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی بھی اپنی لونڈیوں سے یہ کام کرواتا تھا۔ وہ دل کا منافق تھا۔ نام کا مسلمان تھا۔

سورۃ النور میں اس کام کی حرمت آ گئی۔

جب مردوں میں یہ برائی عام تھی تو گھر کی عورتیں بھی یہ فحش کام کرتی تھیں۔ جب مردوں میں خود برائی ہو تو بعض اوقات وہ بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ پھر معاشرے میں ہر طرف برائی پھیل جاتی ہے۔ گھر کا ماحول خراب ہو جاتا ہے۔

اللہ نے ابتدائی طور پر یہ حکم دیا۔

فَاسْتَشْهِدُوْا : یعنی گواہ بلاؤ۔ جب اس ت ساتھ آ جائے تو اس میں طلب پائی جاتی ہے۔

اَرْبَعَةً : گنتی کے لئے۔ یعنی عدد۔۔ عدد نمبر۔ یہاں سے پتا چل رہا ہے کہ چار مرد گواہ لئے جائیں گے۔

اسلام میں کیونکہ زنا کی سزا بہت سخت ہے اس لئے جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے سزا نہیں دی جو سکتی۔

اس کے لئے دو سخت شرائط ہیں کہ چار لوگ اُس بُرے کام کو ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

آپ خود سوچیں کہ یہ سزا دینے کے لئے شرط رکھی گئی ہے یا بچانے کے لئے؟

جب ایک مرد کوئی ایسی بات کر دے کہ میں نے زنا ہوتے دیکھا ہے اس سے کہا جائے گا تین اور گواہ لاؤ۔ اگر تو وہ گواہ لے آیا تو زانی کو سزا ملے گی ورنہ اُس کہنے والے کو تُہمت لگانے پر 80 کوڑے لگیں گے۔

اسلام نے اتنے حفاظتی احکامات دیئے۔ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ چار گواہ مرد کے خلاف لائے جائیں اور چار عورت کے خلاف پھر سزا دی جائے گی۔

زنا کے معاملے میں عورت کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات ہمیں حدیثؐ سے پتا چلتی ہے۔ قرآن سے اس کی وضاحت ایسے ہوتی ہے کہ عربی زبان کا اُصول ہے کہ ایک سے 9 نمبر تک جب عدد مؤنث ہو تو معدود مذکر ہو گا۔ یہاں لفظ أَرْبَعَةً مؤنث ہے تو اس کے معنی ہیں کہ چار گواہ مذکر ہونے چاہئیں۔ جس چیز کو گنا جا رہا ہے وہ مؤنث ہو تو عدد مذکر ہو گا۔ عربی زبان کی گنتی کا مذکر مؤنث کا اُصول الگ ہے۔

پہلی شرط: زنا کی سزا کے لئے چار گواہ لانا پڑیں گے۔

اب آپ خود سوچیں یہ سزا سخت ہے یا نرم؟ اسلام نے تو سزا دینا مشکل کر دیا ہے۔ ورنہ یہ بات مشہور کر دی جاتی ہے کہ اسلام میں رجم کی سزا بہت انسانیت سوز ہے۔ کہ پتھر مار مار کر ہلاک کیا جاتا ہے۔

ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا اشارہ ہے سورۃ النور کی ابتدائی آیات کی طرف۔۔

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سوان میں ہر ایک کے سو دِرّے مارو ۔۔۔۔ اور جو لوگ (زنا) کی تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ (اپنے دعوے پر) نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی درّے لگاؤ ۔۔۔۔ سوۃ النور کی ابتدائی آیات۔

عورت کی گواہی اس لئے بھی قبول نہیں کی جاتی کیونکہ پھر عدالتوں میں بہت کھلے سوال پوچھے جاتے ہیں جو شرم وحیا والی عورتیں بیان نہیں کر سکتیں۔ ایک دفعہ ایک آدمی اللہ کے نبیؐ کے پاس اپنے زنا کی سزا کے لئے آیا تھا آپؐ نے اُس سے بہت واضع سوال پوچھے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریمؐ کو اس سے پہلے کبھی ایسی باتیں کرتے نہیں سُنا تھا۔ زنا کی سزا سخت ہے تو اس کی شرائط بھی کڑی ہیں۔ آپؐ اس آدمی کو سزا سے بچانا چاہتے تھے۔

بعض اوقات زنا کے ملزم غنڈے اور بدمعاش قسم کے ہوتے ہیں اگر کوئی عورت اُن کے خلاف گواہی دے گی تو وہ اُن کو نقصان پہنچاسکتے ہیں۔ اللہ نے عورت کو اس معاملے سے دور رکھا ہے۔

یا پھر عورت جذباتی بھی ہوتی ہے،۔ اُس کو ترس بھی آسکتا ہے۔ اب اگر وہ بات بدلے گی تو اُسے 80 کوڑے لگیں گے۔

زنا کی سزا100 کوڑے ہے تو تہمت کی سزا80 کوڑے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے 13 سال تک مکّہ کے دور میں لوگوں کی تربیت کی۔ یہاں تک کہ پھر لوگوں سے غلطی یا گناہ ہوتا تو وہ خود اللہ کے نبیؐ کے پاس آجاتے کہ ہم سے یہ گناہ ہو گیا ہم پر حد لگادیں۔

لوگوں کو فکر لگ گئی کہ دنیا سے ایسے ہی چلے گئے تو آخرت میں سزا ملے گی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک غامدیہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک کر دیجیے۔ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس کر دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں؟ شاید آپ مجھے ایسے ہی لوٹا رہے ہیں جیسے آپ نے ماعز بن مالک اسلمی کو واپس کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم میں تو زنا کے نتیجہ میں حاملہ ہو چکی ہوں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے بیان سے رجوع نہیں کرتی تو بہر حال ابھی نہیں، اب چلی جا یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے۔ راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ جب اس کا بچہ پیدا ہو گیا تو ایک کپڑے میں بچے کو لپیٹے ہوئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ابھی نہیں جا اور اس کو دودھ پلا یہاں تک کہ تو اس کا دودھ چھڑا لے۔ چنانچہ وہ پھر بچے کو لے کر حاضر خدمت ہوئی اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا بھی تھا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم میں اس کا دودھ چھڑا چکی ہوں اور اب یہ روٹی بھی کھانے لگا ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے وہ بچہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کو (پرورش کرنے کے لیے) دے دیا۔ پھر اس عورت کے متعلق حکم دیا۔ اس کے لیے اس کے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔ اس کے بعد رجم (سنگساری) کا حکم دیا تو لوگوں نے سنگسار کرنا شروع کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ایک پتھر لے کر سامنے آئے اور اس کے سر پر مارا۔ اس سے ان کے چہرے پر خون کے چھینٹے گر گئے۔ انہوں نے عورت کو برا بھلا کہا۔

جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا خالد ٹھہرو (اسے سخت سست نہ کہو) اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، اس عورت نے بلاشبہ ایسی توبہ کی ہے کہ اگر کوئی

(ظلماً) ٹیکس والا بھی ایسی توبہ کرے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

اس کے بعد حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازے کی تیاری کا حکم دیا اور نماز جنازہ ادا فرمائی اور اسے دفن کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ، کتاب الحدود)

ضروت اس بات کی ہے کہ سب کی بہترین تربیت کی جائے۔ تزکیہ کیا جائے۔ جب بھی کبھی اصلاح کا کام ہو گا۔ تو دو طرح کے لوگ سامنے آئینگے۔ ایک تو وہ جو کھلے عام برائی کو برائی کہیں گے۔ وہ چاہتے ہیں کہ فوراً حد لگا دی جائے۔ جیسے ہی اللہ کا حکم آئے اُس پر عمل ہو جائے۔ مثال عمرؓ اور حمزہؓ۔ وہ اس معاملے میں سخت تھے۔ اس طرح کے لوگ کم ہوتے ہیں۔

دوسرا گروہ خاموش لوگ۔ کسی کو کچھ نہ کہو۔ وہ گناہ کو برا سمجھتے ہیں۔ لیکن کھلے عام منع نہیں کرتے۔

اُمت مسلمہ کو خیر الاّمت بننا تھا۔ اس لئے اللہ کے نبیؐ کی زندگی کا زیادہ عرصہ تزکیہ کرنے میں لگا۔

23 سال کی زندگی میں نماز، روزہ زکوٰۃ جہاد، اور ساری بڑی عبادات کا ذِکر مدنی دور میں ہُوا۔ اللہ کے نبیؐ کی نبوت کا صرف ایک تہائی حصّہ مدینہ میں گزرا۔ قرآن پاک کا تقریباً دو تہائی حصّہ اخلاقیات اور معاملات، تذکیہ نفس کے بارے میں ہے۔

معاشرے کی اصلاح کے لئے سب سے پہلے لوگوں کو اپنی اصلاح کی فکر لگا دی جائے۔ پھر دوسروں کو روکنے کا جذبہ پیدا کیا جائے اور پھر قانون سازی کی جائے۔

پہلے کچھ عرصے تک اسلام نافذ ہونے کی بات سنتے تھے اب تو وہ بھی لوگ کم ہی کہتے ہیں۔ دوسری طرف ایک گروہ شور کر رہا ہے اسلامی سزائیں سخت ہیں۔

ہم پہلے تزکیہ نفس کریں۔ معاشرے کو سنواریں پھر اسلامی سزائیں نافذ کریں۔

اب تو لوگ گھبرا کر اس موضوع پر بات ہی نہیں کرتے۔

آنے والی نسلوں کے لئے بہت چیلنجز ہیں۔ ہمارا کل نجانے کیسا ہو گا۔

اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کریں۔ پھر اپنے ارد گرد والے لوگوں کی۔

مکّہ میں اللہ کے نبیؐ خاموش رہے۔ صرف توحید، رسالتؐ اور آخرت کا پیغام دیا۔ پھر احکام نافذ ہوئے

پہلے اپنے گھر والوں کی اصلاح کریں۔ ایسی بدکار عورت کو گھر میں رکھو۔ " تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راہ تجویز فرما دیں۔"

جب گھرانے پاکیزہ ہونگے تو پھر معاشرہ سنور جائے گا۔ اپنے گھر کے ماحول کا جائزہ لیں۔

بے حیائی کو چھپائیں۔ کھلے عام نہیں ہونی چاہیئے۔ پھر Gradually سزائیں آئینگی۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اور جو دو شخص بھی بے حیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں۔ (۱٦)

وَالَّذٰنِ : یعنی دو مرد۔ یا ایک مرد اور ایک عورت بھی ہو سکتے ہیں۔ اسم موصول

دو مرد، Gays یعنی لواطت Homosexuality ۔ کس قسم کی سزا دی جائے گی؟ مفسّرین کی مختلف آراء ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم لوط جیسا عمل کرنے والے پر اللہ تعالی لعنت فرمائے، اللہ تعالی اس شخص پر لعنت فرمائے جو قوم لوط والا عمل کرتا ہے، یہ تین بار فرمایا" مسند احمد حدیث نمبر (2915)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات قسم کے گناہ گاروں پر اللہ اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت بھی اس کثرت سے ہوتی ہے کہ ملعون کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ اُن مین سے ایک قوم لوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے (یہ تین بار فرمایا)۔ ترغیب الترہیب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر صبح شام ناراض ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا؛

(عورتوں کی مشابہت اختیار کرکے) عورت بننے والے مردوں پر اور (مردوں کی مشابہت اختیار کرکے) مرد بننے والی عورتوں پر ۔۔ اور وہ شخص جو جانور کے ساتھ غیر فطری فعل کرتا ہے۔ اور وہ مرد جو مرد سے شہوت پوری کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ کھانے پینے سے لے کر جنسی ضروریات تک۔ نکاح سے یہ سب جائز ہو گیا۔ لیکن بے حیائی میں انسان تو ایک طرف جانوروں تک سے بد فعلی کی گئی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم جسے قوم لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو" سنن ترمذی(1456)

ابو بکر صدیق اور علی بن ابی طالب، اور خالد بن ولید، اور عبد اللہ بن زبیر، اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم، اور امام مالک، اسحاق بن راہویہ، اور امام احمد صحیح ترین روایت میں، اور امام شافعی اپنے ایک قول میں اس طرف گئے ہیں کہ اس کی سزا زنا سے زیادہ سخت ہے، اور ہر حالت میں اس کی سزا قتل ہے، چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ.

ابن قیم رحمہ اللہ یہاں تک کہتے ہیں: پہلے قول والے جو کہ جمہور علماء ہیں، اور کئی ایک نے صحابہ کرام کا اس پر اجماع بیان کیا ہے ان کا کہنا ہے : اللہ تعالی نے قوم لوط سے قبل کسی بھی قوم کو اس میں مبتلا نہیں کیا، اور نہ ہی کسی اور امت کو ایسی سزا دی گئی۔ قومِ لوط کو کئی قسم کی سزائیں دی گئیں، جن میں ان کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ ان کے گھروں کو ان پر الٹا کر گرانا، اور انہیں زمین میں دھنسانے کے ساتھ ساتھ آسمان سے پتھروں کی بارش کرنا، اور انہیں کی آنکھوں کو پھوڑ کر رکھ دینا، اور ان کا عذاب مستقل کرنا، تو اللہ تعالی نے ان کا انجام ایسا کیا اور انہیں وہ سزا دی جو کسی اور کو نہیں دی.

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے عرب کے ایک علاقے میں دیکھا کہ ایک مرد کے ساتھ وہی کچھ کیا جاتا ہے جس طرح عورت کے ساتھ تو انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو خط لکھا، چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا، تو اس کے متعلق ان سب میں زیادہ شدید قول علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کا تھا، وہ کہنے لگے:

ایسا فعل تو صرف ایک امت نے کیا تھا، اور تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا، میری رائے ہے کہ انہیں آگ میں جلا کر راکھ کر دیا جائے، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو انہیں جلا کر راکھ کر دینے کا لکھا.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں جماع کرنے والے پر لعنت کی ہے، اور فرمایا: "ایسا شخص ملعون ہے جو عورت کی پچھلی شرمگاہ میں جماع کرتا ہے" امام احمد 2/479

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا: (جس نے حائضہ سے جماع کیا یا بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں جماع کیا یا کسی کاہن کے پاس آیا تو اس نے محمدؐ پر نازل شدہ قرآن سے کفر کیا) ترمذی نے اسے (1/243) روایت کیا ہے۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے:

بستی اور شہر میں سب سے اونچی عمارت دیکھ کر لواطت کرنے والے شخص کو اس سے گرا کر اوپر سے پتھر برسائے جائینگے.

اور بعض صحابہ کرام اسے پتھروں سے رجم کرنے کے قائل ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا قول ہے کہ اسے قتل کیا جائیگا چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہو۔ اور ان میں سے بعض کی رائے ہے کہ اسے اونچی جگہ سے گرا کر اس پر پتھر برسائے جائیں۔

غرض یہ موضوع بیان کرنا آسان نہیں لیکن اس کی شدّت جاننے کے لئے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس پر بات کرنی بھی پڑتی ہے۔

آج کے معاشروں میں نہ صرف عام آدمی بلکہ بعض مذاہب کے لیڈرز نے بھی اس کی اجازت دے دی ہے۔ سیاستدان اور فنکار تو ایک طرف چرچ کے پادری تک نے اجازت دے دی ہے۔

لڑکے اور لڑکیوں کے بستر الگ رکھیں۔

بچوں کو دوسرے لوگوں کے گھروں میں سونے کی اجازت نہ دیں۔

اپنے بچوں کی بہترین تربیت کریں۔ اُن کو سمجھائیں کہ کیا غلط ہے اور کیا گناہ ہے۔

عورت کو گھر کے اندر رکھ کر سزا دی گئی ہے۔ برائی کو جڑ سے ختم کیا جائے۔

ان آیات سے پتا چلتا ہے یہ وقتی فیصلہ تھا بعد میں سورۃ النور کی آیات نازل ہوئیں۔

اگر کسی کی کوئی غلط بات پتا چلتی ہے۔ خاموشی سے اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ کھلے عام باتیں نہ کریں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو چکی ہے تو توبہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اور ہماری اولاد کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

جب دُنیا کے قانون اللہ کے قوانین کو لاگو نہ کروا سکیں۔ تو اللہ کے سامنے رو دھو لیں۔ توبہ کر لیں۔

میری ذاتی رائے ہے (محترمہ اُستاذہ عفّت مقبول صاحبہ کی) توبہ کے موضوع پر آیت 17 قرآن پاک بہترین آیت ہے۔

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓـئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۷﴾ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتے ہیں حکمت والے ہیں۔ (۱۷)

یعنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے گناہ یا غلط کام کر لیا تھا۔ اب شرمندہ ہیں۔ توبہ کر لیں۔ فوراً پلٹ آئیں۔ انشاء اللہ خدا تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کر لیں گے۔

وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۸﴾

اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جن کو حالتِ کفر پر موت آ جاتی ہے۔ ان لوگوں کے لیے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔(۱۸)

ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ ایک تو وہ جو ساری زندگی گناہ کرتے رہے، گناہ پر جمے رہے پھر مرتے وقت کہیں کہ ہماری توبہ ہے۔

دوسرے وہ جو کافر ہیں اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ حالتِ کفر ہی میں مر جاتے ہیں۔

ان دو آیات میں ہم نے تین قسم کے لوگون کا تذکرہ دیکھا؛

عَلَى اللّٰهِ : یعنی اللہ تعالیٰ نے ذِمّہ لے لیا ہے۔ اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔

شرعی توبہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ اور غلط طریقے کو چھوڑ کر توبہ کر لے اور اطاعت اللہ اور رسول ؐاللہ کی راہ اختیار کر لے۔ سچے دل سے شرمندہ ہو۔ اور وہ کام ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کا ارادہ کر لے۔

توبہ کی شرائط:

1. شرمندگی۔
2. اس گناہ سے فوراً باز آ جائے، رُک جائے۔
3. اللہ کے حضور میں سچّے دِل سے توبہ کرے۔
4. یہ توبہ اللہ سے شرمسار ہو کر کرے، دنیاوالوں کی خاطر نہیں۔

اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

جہالت کیا ہے؟ مفسرین کہتے ہیں کہ اسلام کے متضاد لفظ جہالت ہے۔ ڈکشنری میں بھی آپ کو یہی معنی نظر آئیں گے۔ جہالت کا معنی یہاں حماقت اور بیوقوفی کے معنی میں ہے۔

سورۃ یوسف آیت 89 میں ہے؛

(یوسف نے) کہا تمہیں معلوم ہے جب تم نادانی میں پھنسے ہوئے تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا (۸۹)

بھائیوں نے یہ فعل جان بوجھ کر کیا تھا۔ پھر بھی اُن کو جاہل کہا گیا ہے۔ انجام سے غفلت بھی جہالت ہے۔ جو کام نادانی سے ہو جائے اُس کے لئے بھی توبہ کریں۔

امام قتادہؒ نے فرمایا؛ جہالت یہ کہ ہر گناہ چاہے ارادے سے کیا ہو یا بغیر ارادے سے۔ وہ جہالت ہے۔

امام مجاہدؒ نے فرمایا؛ ہو وہ شخص جو گناہ کر رہا ہے وہ اللہ کی نظر میں جاہل ہی ہے۔ اگر چہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اللہ کا ہر نافرمان شخص جاہل ہے۔

امام حیانؒ نے فرمایا؛ جس طرح زانی کا زنا کرتے وقت ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کرنے والا جاہل ہے۔ (بحر محیط)

امام عکرمہؒ نے فرمایا؛ دنیا کے وہ تمام کام جو اللہ کی اطاعت گزاری اور فرمانبرداری سے خارج ہیں سب جہالت ہیں۔

خلاصہ۔ اللہ کی نافرمانی یہی ہے کہ تھوڑی دیر کی عیش یا لذّت کے لئے ہمیشہ باقی رہنے والا گناہ کرنے والا جاہل ہے۔

جو شخص تھوڑی دیر کے لئے اپنے نفس پر قابو پالے اور گناہ سے دُور رہے وہی عاقل ہے۔

جس نے گناہ کیا چاہے غلطی سے یا ارادے یا بلا ارادہ، اُس کو جونہی احساس ہو جائے یا گناہ کی شدّت کا پتا چل جائے فوراً توبہ کرلے۔

ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ اگر اللہ کے ڈر سے سچّے دل سے توبہ کرینگے تو ایسے ہو جائیں گے کہ جیسے کبھی گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ قریب سے توبہ یہی ہے۔

اللہ کو رو دھو کر منالیں۔ یا اللہ میں توبہ کرتی ہوں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے معاف کر دے گا۔ جیسے ہی آپ کو پتا چل جائے، احساس ہوتے ہی فوراً توبہ کرنا قریب کی توبہ ہے، اور اس کی آخری حد یہ ہے کہ موت کی ہچکی سے پہلے، نزع سے پہلے توبہ کرلیں۔

کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ ہر وہ وقت جو موت سے پہلے ہے وہ قریب میں آجاتا ہے۔ یعنی اُس وقت تک توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ یعنی موت کی سختی شروع نہ ہوئی ہو۔

اللہ کے نبیؐ کی ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ موت سے ایک مہینہ پہلے یا ایک دِن پہلے، یعنی موت سے پہلے کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

اب موت سے پہلے دو کیفیات ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بیماری یا موت کا ایسا وقت ہے جب نا اُمیدی ہوتی ہے اِس وقت تک کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ یعنی انتہائی بیماری کی توبہ بھی قبول ہوتی ہے۔ موت کے فرشتے کے آنے سے پہلے توبہ کر لیں۔

دوسری توبہ کو توبۃ الیاس کہتے ہیں۔ موت کے فرشتے کو دیکھ کر جو توبہ کی جائے گی وہ قبول نہیں ہو گی۔

وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ‌ ؕ اُولٰۤٮِٕكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۸﴾

اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جن کو حالتِ کفر پر موت آ جاتی ہے۔ ان لوگوں کے لیے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔ (۱۸)

موت کا فرشتہ دیکھ کر توبہ کا خیال آیا۔ یہ قبول نہیں۔

يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ‌ ؕ یہ لوگ موت کو دیکھ کر بھی توبہ نہیں کرتے۔

عمل کے نقطے:

گناہ سے بچیں گے۔ جاہل نہیں بنیں گے۔

مثال سود سے بچیں گے۔ جب نہیں پتا تھا تو وہ جہالت ہے۔

لیکن جان بوجھ کر سود لیتے رہیں گے تو وہ جان بوجھ کر گناہ کرنا ہے اور اُس پر جمے رہنا کسی توبہ میں نہیں آسکتا ہے؟

اپنا تزکیہ کریں۔ اپنے گھر والوں پر کام کریں۔ اُن کو احساس دلائیں۔ اُنکی تربیت کریں۔

فوراً توبہ کر لیں۔ بوڑھے ہونے کا انتظار نہ کریں۔ حج پر جانے کا انتظار نہ کریں۔ ابھی توبہ کریں۔ ابھی اللہ کو منالیں۔ موت کا انتظار نہ کریں۔ پتا نہیں پھر موقع ملے گا یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کی خاطر سچی توبہ کرنے والا بنا دیں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی تو اُس کو ناراض نہیں کر سکیں گے۔

امام غزالی: نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ گناہ کے تین مقام ہیں؛

1) کوئی گناہ نہ کریں لیکن یہ صرف فرشتے کر سکتے ہیں۔ انبیاء کرامؑ بھی گناہ سے پاک ہیں۔

2) گناہ پر جمے رہیں۔ گناہ پر شرمندہ نہ ہوں لیکن یہ تو شیطان کا کام ہے۔

3) بنی آدم کا مقام یہ کہ گناہ ہوُا تو فوراً توبہ کر لی۔ انسان سے گناہ ہو جائے تو شرمندہ ہوں توبہ کریں۔

یہ ایسے ہی ہے کہ باہر جائیں تو مٹی یا گرد اوپر پڑ جاتی ہے۔ آپ اس کو جھاڑتے رہیں۔

توبہ کرتے رہیں۔ گناہ بخشواتے رہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ التائب حبیب الله

اللہ سچے دل سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے، اُس کے سارے گناہ مٹا دیتا ہے۔ اُس کی بُرائی کو بھلائی میں بدل دیتا ہے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ یااللہ میں تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرتی ہوں۔ میرے تمام گناہ بخش دے۔ آمین

آیات 19 سے 22 تک ایک ہی موضوع ہے۔ اِنکو اکٹھا پڑھ کر وضاحت دیکھتے ہیں؛

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ‌ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۱۹﴾

اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے (مال یا جان کے) جبراً مالک ہو جاؤ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس کا کوئی حصہ وصول کرلو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں۔ اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔ (۱۹)

عورتوں کے زبردستی مالک نہ بن جاؤ۔ عورت کے مال پر یا جائیداد پر قبضہ نہ کرو۔ وہ خود مالک ہیں۔

اُن کو زبردستی شادی میں نہ رکھو۔ یعنی نکاح میں لٹکتا نہ رکھو۔ حق مہر بچانے کی خاطر اُن پر زبردستی نہ کرو۔۔ اگر کسی وجہ سے وہ پسند نہیں ہیں تو چھوڑو نہیں۔ اللہ تمہارے لئے خیر پیدا فرمادے گا۔

وَاِنۡ اَرَدتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّاٰتَيۡتُمۡ اِحۡدٰهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـًٔـا ؕ اَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۲۰﴾

اور تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر۔(۲۰)

یعنی جتنا مرضی مال دے چکے ہو، بھاری رقم تحفے میں دے چکے ہو۔ وہ واپس نہ لو۔

عرب مشرکین دوسری شادی کرتے وقت پہلی بیوی پر زنا کی تہمت لگا دیتے تھے۔ اللہ اس گناہ سے منع کر رہے ہیں۔ جیسے گھر بنانے کے کچھ اُصول ہیں۔ اسی طرح اگر آپس میں نے بنے تو اُصول و ضوابط کا خیال رکھو۔

وَ كَيۡفَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ وَقَدۡ اَفۡضٰى بَعۡضُكُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ وَّاَخَذۡنَ مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ﴿۲۱﴾

اور تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں۔(۲۱)

یعنی تم آپس میں نکاح کر چکے ہو اور میاں بیوی کی حیثیت سے ساتھ رہ چکے ہو۔

وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۲۲﴾ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمھارے باپ (دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گزر گئی (گزر گئی) بے شک یہ (عقلاً بھی) بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے۔ (۲۲)

یعنی سوتیلی ماں سے نکاح نہ کرو۔

یہاں تک ہم نے پانچ چھے احکامات پڑھے ہیں۔ عرب معاشرے کی پانچ چھے برُی رسومات کو ختم کیا جا رہا ہے۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی جارہی ہے۔